TQ Lesson 207 Surah Al Ankabut ayat 45-69 tafseer 3

آیتِ نمبر 52. قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ۔ اے نبی ﷺ) کہو کہ "میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کے لیے کافی ہے وہ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ جانتا ہے جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ سے کفر کرتے ہیں وہی خسارے میں رہنے والے ہیں"

. پھر فرمایا **قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا** اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجیے کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے **يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ** جو لوگ ایمان لاتے ہیں باطل پر **وَكَفَرُوا** اور وہ کفر کرتے ہیں **بِاللَّهِ** اللہ کے ساتھ **أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ** یہی لوگ ہیں جو کے خسارے میں رہنے والے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کو نقصان ہی نقصان ہے تو اب یہاں پر اللہ رب العزت کیا بات بتا رہے ہیں کہ جیسے اہلِ مکہ اللہ کی ذات، اللہ کے خالق، مالک ہونا تو ایسی صفات کے تو وہ قائل تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ بتایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ نے یہ کتاب مجھ پر نازل کی ہے تو وہ یہ کہتے تھے کہ گویا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں یعنی رسول کا انکار، کتاب کا انکار تو اب یہاں پر کیا بات کہی جا رہی ہے کہ اے محمد ﷺ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اللہ ہی کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے تو جو یہ شبہات اور اعتراضات تم کر رہے ہو کبھی وہ کہتے ہیں کہ آپ کو کوئی سکھا جاتا ہے آپ کسی سے سیکھ کر آ جاتے ہیں کبھی وہ کہتے ہیں فلاں معجزہ دکھاؤ ، فلاں قوموں کی طرح جو معجزے ان کو ملے تھے ہمیں دکھاؤ تو ہم ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان کے دل تو گواہی دے رہے ہیں کہ تم اللہ کے رسول ہو تم انہیں جو کچھ کہہ رہے ہو یہ حرف بحرف ٹھیک ہے تمہیں ان کے ساتھ مجادلہ، بحث، حجت بازی کی کوئی ضرورت نہیں پھر تم کرو کیا **قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا** بس تم کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہی کے لیے کافی ہے یعنی اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اس کا مطلب کیا ہے کہ اگر میں نے غلط کیا تو اللہ نمٹ لے گا اگر تم غلط کر رہے ہو تم جھوٹ بات کہہ رہے ہو رسول کو اور کتاب کو جھٹلا رہے ہو تو اللہ کو تو خوب پتہ ہے میں نے میرے اور تمہارے درمیان اس کو گواہ بنا دیا ۔ اللہ کو وکیل بنا لیتے ہیں **يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ** آسمان اور زمین میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کو پتہ ہے کون انکار کر رہا ہے کون تردید کر رہا ہے کون جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ کے پاس زمین اور آسمان کے سارے بھید ہیں اور جب اللہ کے پاس بھید ہیں تو کیا کرے گا ؟ قیامت کے روز وہ سب بھید کھول دے گا تو اللہ کو یاد رکھنا جو لوگ جان بوجھ کر باطل پر ایمان لائیں گے **وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ** باطل پر ایمان لائیں گے **وَكَفَرُوا بِاللَّهِ** اور اللہ کا انکار کریں گے تو پھر وہ ہوں گے کیا **أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ خَاسِرُ**ُ کی جمع **خَسِرُونَ** تو وہی لوگ خسارے میں رہنے والے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر ان لوگوں کا انجام بہت برا ہوگا تو گویا کہ یہ بہت بڑی بدبختی ہوگی کہ وہاں پہ وہ خسارے میں چلے جائیں **خَسِرُونَ** مفلحون کا متضاد آیا ہے فلاح پانے والے ایمان لانے والے ہیں **خَسِرُونَ** انکار کرنے والے ہیں اور کسی انسان کی سب سے بڑی بدبختی یہ ہے کہ وہ حق کا انکار کرے (اللہ حق، قرآن حق، پیغمبر حق) تو جب وہ اس کا انکار کرے گا تو وہ خسارے میں جانے والا ہے

آیت نمبر 53. وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ترجمہ۔ یہ لوگ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر ایک وقت مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور یقیناً (اپنے وقت پر) وہ آ کر رہے گا اچانک، اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو گی

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ اور یہ لوگ تم سے جلدی عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اہل مکہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہم جھوٹے ہیں، ہم کفر کرتے ہیں تو پھر ہم پر اللہ کا عذاب کیوں نہیں آجاتا تو وہ جلدی مطالبہ کرتے ہیں تم سے عذاب کا **وَيَسْتَعْجِلُونَكَ** ۚ تو کہاں سے پتہ چلتا ہے کہ جلدی؟ **(ع ج ل)** عجلت سے ہے کیوں جلدی مطالبہ کرتے ہیں تم سے عذاب کا تو **(ی س ت)** مانگنا عذاب ،مصیبت ، تکلیف اس کا وہ مطالبہ کرتے ہیں **وَلَوْلَا** اور اگر نہ ہوتا **أَجَلٌ مُّسَمًّى** اگر ایک وقت مقرر نہ کر دیا ہوتا **لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ** تو آ جاتا ان پر عذاب، آ چکا ہوتا ان پر عذاب **وَلَيَأْتِيَنَّهُم** اور یقیناً وہ آ کر رہے گا **بَغْتَةً** آئے گا کیسے؟ اچانک **بَغْتَةً** کے معنی کیا ہوتے ہیں؟ اچانک۔ اچانک ان پر آئے گا **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہوگی اب وہ عذاب کا جو مطالبہ کرتے تھے مفسرین کی ایک رائے یہ ہے یہ جو کہا اللہ تعالی نے کہ جلدی ان پر آئے گا تو اس سے مراد ہے بدر کا دن، بدر کا دن ان کے لیے عذاب کا دن تھا یوم الفرقان کے نام سے بھی اس کو یاد کیا جاتا ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن جو ان پر عذاب آیا **جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (81۔** سورت الاسراء) اور پھر ویسے وہ کون سا عذاب ہے جب وہ آئے گا انہیں شعور بھی نہیں ہوگا پتہ بھی نہیں چلے گا؟ قیامت کا۔ ویسے جب فتح مکہ ہوئی تب ان کو خبر بھی نہ ہوئی کچھ بھی وہ تیاری نہ کر سکے اور جب قیامت آئے گی تو کسی کو پتہ بھی نہیں چلے گا **وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ** نہ وہ توبہ کر سکیں گے، نہ وہ معافی مانگ سکیں گے، نہ وہ کفر کو چھوڑ سکیں گے تو یہ جو آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ جب عذاب آئے گا تو ان کو اس کا شعور بھی نہیں ہوگا آپ کو پتہ ہے **يَشْعُرُونَ** کا مادہ کیا ہے **(ش ع ر)** اور معنی کیا ہیں بال، شعور، شعر بھی یہی ہے باریکی ہوتی ہے شعر کے اندر۔

آیت نمبر 54. يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ

ترجمہ۔ یہ تم سے عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں، حالانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ یہ لوگ تم سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں آپ سے کہتے ہیں جلدی عذاب آجائے۔ **وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ** حلانکہ جہنم ان کافروں کو گھیرے میں لے چکی ہے اب اس آیت میں خاص طور پر آخری عذاب کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ کچھ عذاب سے دنیا میں یہ دوچار ہو چکے کبھی قحط آیا ،کبھی بدر کا دن، کبھی فتح مکہ اور کچھ عذاب ایسا ہے کہ جو آخرت میں جب ان پر آئے گا تو کیا حال ہوگا؟ **وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ** جہنم ان کو گھیرے میں لے چکی ہے تو گویا کہ اللہ رب العزت بتا رہے ہیں کہ جس عذاب کے لیے یہ جلدی مچا رہے ہیں وہ عذاب ان کے بہت قریب ہے یعنی ان کے عملوں کی وجہ سے جہنم کے یہ احاطے میں ہیں جہنم میں جو بھی عذاب، سزائیں، دکھ، تکلیف اور مصیبتیں ہوں گی تو وہ تمام جو عذاب ہیں وہ آج دنیا ہی میں ان کا احاطہ کر چکے ہیں کیسے؟ کبھی بدر کے دن میں، کبھی فتح مکہ میں کبھی قحط، یعنی دنیا میں جو مختلف مصیبتیں، تکلیفیں ان پر آئیں اس

طرح ان کا احاطہ کر لیا تو گویا کہ اصل بات کیا ہے کہ قبر بھی جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بن جاتی ہے دنیا میں بھی تکلیفوں اور مصیبتوں کے ذریعے اللّٰہ تعالیٰ آزماتے ہیں لوگوں کو۔ **وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ** جہنم ان کو گھیرے میں لے چکی ہے اور پھر آپ دیکھیں کہ جو گناہ ہیں بڑے خوبصورت بنا کر پیش کیے گئے ہیں تو گناہوں میں جیسے جیسے انسان مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے گویا کہ جہنم اس کا اور گھیراؤ کرتی چلی جاتی ہے

آیت نمبر 55۔ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ (اور انہیں پتہ چلے گا) اُس روز جبکہ عذاب انہیں اُوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور کہے گا کہ اب چکھو مزا ان کرتوتوں کا جو تم کرتے تھے

پھر اُس دن ہوگا کیا ؟ **يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ** جس دن عذاب انہیں ڈھانپ لے گا آپ دیکھیں **غِشَاوَة** پیچھے پڑھ چکی ہیں سورت الغاشیہ، غشی کا مطلب کیا ہوتا ہے ؟جب عقل کو ڈھانپ لیا جاتا ہے اور انسان جب غشی میں ہوتا ہے تو اس کو کچھ سمجھ ہی نہیں ہوتی **غِشَاوَةٌ** بھی پردے کو کہتے ہیں جب پردہ آ جاتا ہے تو چیز نظر نہیں آتی اب یہاں پر کیا ہے وہ دن اتنا سخت ہوگا **يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ** پھر ڈھانپ لے گا ان کو عذاب۔ آپ دیکھیں کہ آگ ہے یا پھر جو لوگ زکوۃ نہیں دیتے تو ایک سانپ آ کے جب ڈسے گا تو کیا کہے گا **أَنَا كَنْزُكَ أَنَا مَالُكَ** ، کہتے ہیں کہ ایسا سانپ ہوگا کہ **لَهُ زَبِيبَتَانِ** اس کے اوپر دو کالے نشان ہوں گے اور وہ نشان اس بات کی علامت ہیں کہ بہت زہریلا سانپ ہے اور پھر وہ مجرم کو جو زکوۃ نہیں دیتے تھے یا صدقات نہیں دیتے تھے وہ اپنے منہ میں لے گا ڈسے گا اور پھر کہے گا **أَنَا كَنْزُكَ أَنَا مَالُكَ** ، یعنی گویا کہ وہ اس کا گھیراؤ(احاطہ) کر لے گا۔ **نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ () الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ (6,7** سورت الھمزہ) آگ کیا ہے؟ وہ بھی ہر طرف سے گھیراؤ کرے گی۔ تو آگ ہے سانپ ہے یا پھر یہ کہ آپ نے پیچھے پڑھا تھا۔**إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا (29**۔ سورت الکہف) ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے ایک آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں وہاں اگر وہ پانی مانگیں گے توایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا اور ان کا منہ بھون ڈالے گا، بدترین پینے کی چیز اور بہت بری آرامگاہ ہے۔ **سُرَادِقُهَا** قناتوں کی طرح آگ ہے **يَشْوِي الْوُجُوهَ** چہروں کو بھون رہی ہے۔ اور اب یہاں پہ بھی کہا ہے کہ عذاب ان کو ڈھانپ لے گا **مِن فَوْقِهِمْ** ان کے اوپر سے **وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ** اور پاؤں کے نیچے سے۔ عذاب اتنا شدید ہوگا اتنا سخت ہوگا ایک طرف سے نہیں ہوگا اوپر سے بھی ہوگا نیچے سے بھی ہوگا ہر طرف سے عذاب نے لوگوں کو ڈھانپا ہوا ہوگا اور آپ دیکھیں آپ باہر نکلے ہیں جیسے اُس دن جب میں مظاہرے میں گئی تو میں نے ایک عورت کو دیکھا ابھی ابھی مظاہرہ شروع ہوا تھا اور ایک جگہ وہ کھڑی رہیں تو میں نے سلام کیا اور میں سلام کر کے پھر چل پڑی میں ان کو جانتی تھی میں نے سوچا کہ اگر زیادہ رکوں گی تو قافلہ بہت دور چلا جائے گا ایسا ہی ہے نا کہ جب آپ کہیں بھی ذرا سا رکتے ہیں،تھمتے ہیں تو پھر سفر بھی طویل ہو جاتا ہے تو آپ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں لوگ تو تیز تیز جا رہے تھے جذبات کی، ایمان کی رو میں تو بعد میں جب میری ان سے فون پر بات ہوئی تو کہہ رہی تھیں کہ میں نے سردی کی صحیح تیاری نہیں کی تھی میں نے اپنے آپ کو صحیح ڈھانپا نہیں تھا میری بہت بری حالت ہو گئی تھی کیونکہ سردی بہت زیادہ تھی تو اس لیے میں آگے جا ہی نہیں پا رہی تھی اس لیے میں وہاں پہ رک گئی تو پاؤں میں جرابیں نہیں پہنی ہوئی تھیں دوسرا میں نے نیچے گرم کپڑے نہیں پہنے ہوئے تھے تو آپ دیکھیں کہ سردی بھی

عذاب بن جاتی ہے انسان برداشت نہیں کر پاتا گرمی بھی اسی طرح ہو جاتی ہے تو اسی طرح وہاں پہ جو عذاب ہو گا کہ اوپر سے بھی ہے نیچے سے بھی ہے اگر اوپر سے ہے تو نیچے انسان کچھ ٹھنڈی جگہ ڈھونڈ لے لیکن جب نیچے سے بھی ہے تو پھر انسان کہاں جائے یہ عذاب کیسا ہے کہ نہ آسمان اس کو قبول کرنے کو تیار ہے اور نہ زمین اس کو قبول کرنے کو تیار ہے نہ اوپر سے نہ نیچے سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے گویا کہ ہر طرف سے وہ گھیراؤ میں ہیں **وَيَقُولُ ذُوقُوا** اور اس وقت اس سے کہا جائے گا کہ اب چکھو **مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** جو دنیا میں تم کرتے رہے کیا چکھنا ہے؟ جو دنیا میں تم کرتے رہے اس کے مفسرین دو معنی بتاتے ہیں ایک یہ کہتے ہیں کہ **وَيَقُولُ** یہ اللہ تعالیٰ کہیں گے اللہ تعالیٰ پھر ان سے کہیں گے کہ **ذُوقُوا** اب تم جہنم کا عذاب چکھو جو تم نے **بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ** (51- سورت الاعراف) **(جحد)** کیا، جو کفر کیا، جو ظلم کیا، جو تم نے شک کیا **مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** جو دنیا میں تم عمل کرتے رہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ یہ جو **وَيَقُولُ** ہے جہنم کا عذاب خود بولے گا **وَيَقُولُ** کہے گا **ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ** کہ جو تم عمل کرتے رہے تم اس کو چکھو جیسے میں نے آپ کو **حدیث** ابھی سنائی آپ پھر سے اسکا مفہوم کا سن لیجیے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی توقیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا۔ اس کی آنکھوں کے پاس دوسیاہ نقطے ہوں گے۔ جیسے سانپ کے ہوتے ہیں‘(جس کے لیے میں نے بولا تھا **زَبِيبَتَانِ)** اس کے گلے کا طوق بن جائے گا(یعنی اس کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے یہ میں بول رہی ہوں) پھر وہ سانپ اس کی دونوں باچیں پکڑ کر کہے گا **أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ،** کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔ (یہ بخاری کی روایت ہے) تو عذاب خود بولے گا یا پھر اللہ بولے گا تو یہ کیا ہے؟ کہ مزید گناہوں کی شدت کا احساس دلانا ہے۔ جیسے کسی کو سزا دی جائے مارا جائے اور کہا جائے کہ اچھا اب بولو اب کرو جوتم فلاں فلاں کرتے تھے یہ ہے اسکا بدلہ جو تمہیں دیا جا رہا تھا۔ سوچیں کہ انسان کی ذلت بھی، رسوائی بھی اور عذاب کی شدت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے جیسے کسی کو مارا جائے تو وہ کہے کہ اچھا اگر مار رہے ہو تو بولو کچھ نہیں اور کچھ نہ کہو۔ یہ بڑی سخت آیات ہیں **اللھم لا تجعلنا منھم آمین!** یا اللہ تو ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرنا اور پھر اس کے بعد جو اگلی آیتیں ہیں اس میں اللہ رب العزت ایمان لانے والے کو ایک اور عملی تدبیر بتا رہے ہیں

آیت نمبر 56- يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ
ترجمہ۔ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے، پس تم میری بندگی بجا لاؤ

مغلوب مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہہ رہے ہیں آپ نے شروع میں پڑھا جہاں ایمان ہے وہاں آزمائش ہے اب یہاں بھی بتایا جا رہا ہے کہ ہر قیمت پر ایمان کو بچانا ہے خواہ اس کو بچانے کے لیے تمہیں جگہ ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے، ہجرت ہی کیوں نہ کرنی پڑے **يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا** اے میرے بندوں **الَّذِينَ** وہ جو ایمان لائے ہو بڑا خوبصورت انداز ہے دلوں کو پگلانے والا ، عمل پر آمادہ کرنے والا، نیکیوں میں آگے بڑھانے والا انداز ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو میرے بندے کہا ہے بڑا دل چاہتا ہے نا کہ ہم اللہ والے بن جائیں اور اللہ ہمارا بن جائے تو ہمیں اللہ اپنا بندہ نہیں کہتا جب تک ہم ایمان نہ لے آئیں اور ایمان بھی کیسا؟ سچا ایمان **يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ** اے میرے بندوں جو ایمان لائے ہو میری زمین **وَاسِعَةٌ** وسیع ہے **فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ** پس تم میری ہی بندگی کرو تو یہاں پر اللہ رب العزت ایمان لانے والے بندوں کو ایک خاص بات بتاتے ہیں اور وہ بات یہ ہے کہ ایمان کی حفاظت، دین کی حفاظت، اسلام کی حفاظت اور یہ حفاظت کرنے کے لیے خواہ تمہیں مقام ہی کیوں نہ

بدلنا پڑ جائے تمہیں گھر بار سب کچھ ہی کیوں نہ چھوڑنا پڑے تو یہاں پہ ہجرت کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان نہ بدلنا جگہ بدل لینا ہے تو آپ دیکھ لیجیے تو یہاں پہ طریقہ کار بتایا جا رہا ہے داعیانہ کردار اور عملی تدبیر کیا ہے کہ وطن سے محبت نہ کرنا میری خاطر وطن بھی چھوڑ دینا قوم سے محبت نہ کرنا میری خاطر قوم چھوڑنے کی جب نوبت آئے تو قوم بھی چھوڑ دینا اہم چیز دین کی آزادی ہے اہم چیز ایمان کی حفاظت ہے کہتے ہیں کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی تھی جب کفار مکہ نے مسلمانوں پر سخت سختیاں روا کر رکھی تھی مسلمانوں کا جینا دوبھر کر دیا تھا اب مسلمان بڑے پریشان تھے سوچیں کہ مکہ کی گلیاں تھیں یا طائف کا میدان اور اُس وقت مسلمانوں کو مشکل کا کیا حل بتایا کہ اس علاقے سے ہجرت کر جاؤ اور وہاں جا کر رہو جہاں تم آزادی سے میری عبادت کر سکو **يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ** میری خاطر تم ہجرت کرو میری زمین بڑی وسیع ہے ساری دنیا اللہ کی زمین ہے اچھا دیکھیں اپنے وطن سے، رشتہ داروں سے، خاندان والوں سے، گھر والوں سے محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے لیکن حب الوطنی، وطن پرستی، قوم پرستی یہ ایک حد تک رہے تو ٹھیک ہے جب یہ حد سے گزر جائے تو پھر کیا ہے یہ نقصان دینے لگتی ہے۔ حد سے کب گزرتی ہے جب دین خطرے میں پڑ جائے دینی آزادی وہاں پہ نا ہو اور انسان اللّٰہ کی عبادت نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ یہاں پر پھر ایک اصول بتا رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اصل چیز تو دین سے محبت ہے، اللّٰہ کی محبت ہے اللّٰہ کی عبادت اور اپنے دین کی حفاظت ہے اور پھر اللّٰہ کے مقابلے میں نہ وطن عزیز ہونا چاہیے نہ خاندان، نہ قبیلہ، نہ قوم کوئی بھی چیز نہیں اور اگر دین خطرے میں ہے دین پر عمل کی آزادی حاصل نہیں ہے پھر بھی انسان اپنے وطن، قوم کو ترجیح دے تو یہ وطن پرستی اور قوم پرستی یہی کفر ہے اور یہ جو حکم ہے ہر دور کے لیے ہے اس وقت مکہ کے مسلمانوں کے لیے تھا یہ آج کشمیر کے مسلمانوں کے لیے ہے، فلسطین کے مسلمانوں کے لیے ہے افغانستان کے مسلمانوں کے لیے ہے تو ہر دور میں ہر جگہ کے مسلمانوں کے لیے ہے پھر جب بھی ایمان اور نیکی کے راستے پر چلنا مشکل ہو جائے وہاں آزادیِ دین نہ ہو جگہ چھوڑ دینا پر دین نہ چھوڑنا اور ایک بات یاد رکھیں کہ ایک سچا خدا پرست انسان محب قوم اور وطن تو ہو سکتا ہے مگر قوم پرست اور وطن پرست نہیں ہو سکتا اس کا کیا مطلب ہے؟ کہ خدا کی بندگی کو وہ ہر چیز سے اونچی سمجھتا ہے اس کو عزیز رکھتا ہے اور خدا کی بندگی پر دنیا کی ہر چیز قربان کر دیتا ہے مگر دنیا کی کسی چیز پر دین کو کبھی قربان نہیں کرتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال دیکھ لیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مثال دیکھ لیں حضرت بلال حبشی رضی اللّٰہ عنہ کی مثال دیکھ لیں مکہ کے تمام مسلمانوں کی مثال آپ دیکھ لیں جنہوں نے ہجرت کی ہجرت حبشہ جس میں 83 کے قریب لوگ ہجرت کے لیے نکلتے ہیں ہجرت ایک بھی کی دو بھی کیں تو یہ کیا تھا یہ دین کے خاطر تھا تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں میری زمین بڑی وسیع ہے تم ہجرت کرو **فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ** پس میری ہی بندگی کرنا تو جتنے بھی دنیا بھر میں آج مسلمان ہیں نوجوان ہیں بوڑھے ہیں کسی بھی ملک کے ہیں ان سب کو اپنا جائزہ لینا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم جہاں بھی رہ رہے ہیں ہم دین پر عمل کر سکتے ہیں کہ نہیں اگر دین پر عمل کرنے کی آزادی ہے تو ٹھیک ہے اگر آزادی نہیں ہے تو پھر اللّٰہ کے خاطر اپنی جگہ ان کو چھوڑ دینی چاہیے باقی یہ کہ اصل چیز یہی ہے کہ دین اسلام کی حفاظت کی جائے

آیت نمبر57. كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ
ترجمہ۔ ہر متنفس کو موت کا مزا چکھنا ہے، پھر تم سب ہماری طرف ہی پلٹا کر لائے جاؤ گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے **ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ** پھر تم سب ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے اچھا اب انسان ہجرت کرنے سے کیوں گھبراتا ہے؟ اللّٰہ کی خاطر قربانی کرنے سے کیوں ڈرتا ہے؟ اس لیے کہ اس کو اپنی جان بڑی عزیز ہے وہ سوچتا ہے کہ دنیا میں جان کیسے بچاؤں تو اللّٰہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ جان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے " یہ جان تو آنی جانی ہے پھر جان کا کیسا دھڑکا ہے " ۔ ہر نفس جو اس زمین پر ہے اس کو موت کا مزہ چکھنا ہے **كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ** ہر نفس جو اس دنیا میں آیا اس کو اللّٰہ کی طرف جانا ہے **ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ** کتنا بھی کوئی رہ لے کئی سال وہ جئے پھر بھی پلٹ کر اللّٰہ کی طرف وہ لائے جائیں گے یہ نہیں کہا کہ تم آوگے **ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ** تم سب ہماری طرف پلٹا کر لائے جاؤگے، نا بھی آنا چاہو تو آؤگے تو ہمارے پاس۔ تو ہجرت جب کرنے کا وقت ہوتا ہے لوگ ڈرتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہوگا کہیں موت نہ آجائے تو کہا کہ موت تو آنی ہے۔ اچھا پھر کیا ڈر ہوتا ہے؟ پتہ نہیں ہمیں جو ہمارا گھر ہے وہ ملے گا کہ ہمیں نعمتیں ملیں گی کہ نہیں جو ساری ہمیں یہاں حاصل ہیں تو انسان اللّٰہ کی خاطر ہجرت نہیں کرتا

آیت نمبر 58۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں ان کو ہم جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے

کہا کہ **وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ** رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے ایمان اور عمل صالح لازم اور ملزوم ہیں جیسے کہ اچھا بیج ہوتا ہے تو اچھا درخت نکلتا ہے پھل پھول اچھے اس کو لگتے ہیں بیج خراب ہوتا ہے تو پھل پھول نہیں آتے پودا نہیں نکلتا تو بیج ایمان ہے اور عمل صالح (حسن اخلاق، حسن کردار ،عبادات، اخلاقیات، معاملات) یہ سارے ثمرات ہیں تو جو بھی ایمان لانے کے بعد اس پر عمل بھی کرے گا اور عمل کرے گا صالح، اچھے **لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ** ہم ضرور بہ ضرور اس کو آباد کریں گے جنت میں اب آپ دیکھ لیں **لَنُبَوِّئَنَّهُم** کے معنی کیا ہیں بَوَّا یہاں پر لفظ استعمال ہوا ہے اور آباد کرنا سے مراد کیا ہے؟ کسی کو اس کی طبیعت اور پسند کے مطابق موافق جگہ پر آباد کرنا تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ضرور بہ ضرور ان کو آباد کریں گے **مِّنَ الْجَنَّةِ** جنتوں میں، وہ جنتیں کیسی ہوں گی؟ **غُرَفًا** اس میں بُلند و بالا عمارتیں ہوں گی **تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ** بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں۔ وہ اونچے محلات میں ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور حالت کیا ہے؟ **خَالِدِينَ فِيهَا ۚ** کہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ایک دن دو دن نہیں ان کو ہمیشگی کی زندگی نصیب ہوگی **نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ** اتنا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کے لیے تو تمہیں گھروں کی فکر ہے، مال کی فکر ہے، اپنی تجارت کی فکر ہے، اپنی چیزوں کی فکر ہے اللّٰہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نہیں اگر تم ایمان لاؤگے عملِ صالح کروگے اور میرے راستے میں ہجرت کروگے تو میں تمہیں جنتوں میں آباد کروں گا اور جنت کیسی ہے جس کو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں، کسی دل میں اس کے بارے میں تصور بھی نہیں گزرا۔ اونچائی پر ہوں گے اور آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں وہ **حدیث** جس کا مفہوم ہے "کہ ایسے بالا خانوں میں ہوں گے جہاں اندر کی چیز باہر سے باہر کی چیز اندر سے نظر آتی ہوگی اور وہ لوگ اتنی بلندی پر ہوں گے (ایک جنتی دوسرے جنتی سے بھی) جنت کے جو درجے ہیں ایسے ہیں کہ جیسے دور سے ہم دیکھیں تو کوئی ستارہ نظر آتا ہے"۔ اتنے خوبصورت محلات اتنی اچھی جگہوں پر نیچے نہریں بہہ رہی ہیں

پھر سب سے پیاری بات ہمیشہ رہنا ہے۔ دنیا میں تو یہی فکر ہوتی ہے کہ پتہ نہیں جوانی ہمیشہ نہیں ہے تو گھر ہمیشہ نہیں ہے تو کہیں نوکری چھن نہ جائے، کہیں حسن چھن نہ جائے۔ ایک بہن سے ملاقات ہوئی تو اس کے پرس میں ڈے کریم اور نائٹ کریم تھی تو میں نے کہا اس میں کیا فرق ہے تو کہنے لگی کہ جب اس کا استعمال کرتے ہیں تو جھریاں نہیں آتیں چہرے پر اور بڑی بشاشت رہتی ہے۔ جنت میں ڈے نائٹ کریم استعمال کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی پھر بیوٹی پارلر بھی جانا نہیں پڑے گا پھر ایسا میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ خوبصورت نہیں بھی ہیں تو خوبصورت لگیں پھر کیا ہے **خَالِدِينَ فِيهَا** ہمیشہ رہیں گے **نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ** کتنا اچھا اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے اجر بیٹھنے والوں کو " **قٰعِدِیْنَ**" کو نہیں ملے گا عاملین کو ملے گا اجر سستی کرنے والوں کو نہیں ملے گا عَامِلْ کی جمع ہے **عَامِلِینَ** تو اللہ تعالی مجھے اور آپ کو ایمان لانے والوں میں عمل صالح کرنے والوں میں شامل کرے اور ہم بھی اپنے زندگیوں کا جائزہ لیں کہ جہاں بھی بیٹھے ہیں کفر کی دھرتی پہ امریکہ میں، کینیڈا میں، برطانیہ میں یا اسٹریلیا میں، سویزر لینڈ میں فرانس میں کہیں بھی تو کیا ہم یہاں پہ اسلام کے لیے جی رہے ہیں اسلام کو اپنے گھروں میں، اپنی ذات پر، اپنے بچوں پہ قائم کر رہے ہیں؟ اور دوسری بات یہ کہ اگر اسلام پہ ہم سے عمل نہیں ہو رہا ہے یا ہمیں یہاں پہ آزادی نہیں ہے عمل کرنے کی تو پھر کیا ہم ہجرت کرنے کے لیے تیار ہیں اللہ کی خاطر؟ ہم ڈالر کی خاطر تو آ گئے یہاں پہ تو کیا اللہ کی خاطر اس ڈالر والی دھرتی کو چھوڑنے کے لیے تیار ہیں یا پھر یہ کہ اس دھرتی کو دارُ الاسلام بنا دیا جائے اور اس کے لیے کوشش کی جائے ایک ہی شکل ہے یہاں پہ رہنے کی اور جینے کی اللہ تعالی مجھے اور آپ کو عمل میں آگے بڑھائے آمین۔